فتاویٰ عزیزی کامل

حضرت مولانا
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک کراچی

www.ahlehaq.org

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

مبوّب بطرزِ جدید

فتاوئ عزیزی کامل

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

باہتمام

حاجی محمد زکی عفی عنہ

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی
ادب منزل
پاکستان چوک کراچی

www.alahaq.org

نام کتاب ـــــ فتاوٰی عزیزی

جلد ـــــ

ناشر ـــــ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

ضخامت ـــــ ۶۳۲ صفحات

کتابت ـــــ حافظ گلزار احمد

تعداد ـــــ ایک ہزار

پریس ـــــ ایجوکیشنل پریس کراچی

سن طبع ـــــ سنہ ۱۳۸۷ھ

طبع جدید ـــــ ۱۴۰۸ھ

ملنے کا پتہ

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

www.ahlehaq.org

ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے۔

انی لاقرا الاٰیۃ حتیٰ لا سمعھا من قائلھا ترجمہ: آیت پڑھتا ہوں اور بار بار اس کا تکرار کرتا ہوں اس وقت تک کہ وہ آیت اس کے قائل سے یعنی اللہ تعالیٰ سے سن لیتا ہوں۔

اور شیخ الشیوخ نے عوارف میں یہ کلام نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس وقت بمنزلہ درخت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتے تھے۔ اور انی انا اللہ رب العالمین کہتے تھے۔ (ماخوذ از رسالہ فیض عام)

سوال: دارالاسلام دار الحرب ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: معتبر کتابوں میں اکثر یہی روایات مختار ہے کہ جب تین شرطیں پائی جائیں تو دار الاسلام دار الحرب ہو جاتا ہے۔ در مختار میں لکھا ہے:۔

لَا تَصِیْرُ دَارُ الْاِسْلَامِ دَارُ الْحَرْبِ اِلَّا بِاُمُوْرٍ ثَلَاثَۃٍ بِاِجْرَآءِ اَحْکَامِ اَھْلِ الشِّرْکِ وَبِاتِّصَالِھَا بِدَارِ الْحَرْبِ وَبِاَنْ لَا یَبْقٰی فِیْھَا مُسْلِمٌ اَوْ ذِمِّیٌّ اٰمِنًا بِالْاَمَانِ الْاَوَّلِ عَلٰی نَفْسِہٖ وَدَارُ الْحَرْبِ تَصِیْرُ دَارَ الْاِسْلَامِ بِاِجْرَآءِ اَحْکَامِ الْاِسْلَامِ فِیْھَا انتھٰی۔

یعنی دار الاسلام دار الحرب نہیں ہو سکتا مگر جب تین امور پائے جائیں۔

۱۔ وہاں مشرکین کے احکام جاری ہو جائیں۔

۲۔ اور وہ دار الاسلام دار الحرب سے مل جائے۔

۳۔ اور وہاں کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور نہ وہاں کوئی ایسا ذمی کافر رہ جائے جو پہلے مسلمانوں سے پناہ لے کر رہا ہو اور اب بھی اسی پناہ کی وجہ سے ہو۔

اور دار الحرب اسی حالت میں دار الاسلام ہو جاتا ہے کہ اہل اسلام کے احکام اس میں جاری ہو جائیں اور کافی میں لکھا ہے:۔

اِنَّ الْمُرَادَ بِدَارِ الْاِسْلَامِ بِلَادٌ یَجْرِیْ فِیْھَا حُکْمُ اِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ وَیَکُوْنُ تَحْتَ قَھْرِہٖ وَبِدَارِ الْحَرْبِ بِلَادٌ یَجْرِیْ فِیْھَا اَمْرُ عَظِیْمِھَا وَتَکُوْنُ تَحْتَ قَھْرِہٖ انتھٰی

ترجمہ: یعنی دار الاسلام سے مراد وہ شہر ہیں جن میں مسلمانوں کے امام کا حکم جاری ہو اور وہ شہر اس کے زیر حکومت ہوں اور دار الحرب سے وہ شہر مراد ہیں۔ جن میں ان شہروں کے سردار کا حکم جاری ہو اور اس کے زیر حکومت ہو۔ یہ کافی کی عبارت کا ترجمہ ہے۔

اس شہر میں مسلمانوں کے امام کا حکم ہرگز جاری نہیں۔ نصاریٰ کے حکام کا حکم بے دغدغہ جاری ہے اور احکام کفر کے جاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ مقدمات انتظام سلطنت اور بندوبست رعایا و تحصیل، خراج اور باج و عشر اموال تجارت میں حکام بطور خود حاکم ہوں اور ڈاکوؤں اور چوروں کی سزا اور رعایا کے باہمی معاملات اور مجرموں کی سزا کے مقدمات میں کفار کا

حکم جاری ہو اگرچہ بعض احکام اسلام مثلاً جمعہ و عیدین اور اذان اور گاؤکشی میں کفار تعرض نہ کریں۔ لیکن ان چیزوں کا اصل اُصول اُن کے نزدیک بے فائدہ ہے کیونکہ مسجدوں کو بے تکلف منہدم کرتے ہیں۔ جب تک یہ اجازت نہ دیں۔ کوئی مسلمان اور کافر ذمّی ان اطراف میں نہیں آسکتا۔ مصلحتاً واردین اور مسافرین اور تاجروں سے مخالفت نہیں کرتے۔ دوسرے امر مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم بلا اجازت ان کے شہروں میں نہیں آسکتے اور اس شہر سے کلکتہ تک ہر جگہ نصاریٰ کا عمل ہے۔ البتہ دائیں اور بائیں مثلاً حیدرآباد، لکھنو اور رامپور میں اُن کا حکم جاری نہیں کیونکہ ان مقامات کے والیانِ ملک نے اُن سے صلح کرلی۔ اور ان کی فرمانبرداری منظور کرلی اور احادیث اور صحابہ کرام اور خلفائے عظام کی رائے سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے زمانہ میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ بنی یربوع دار الحرب ہے۔ حالانکہ جمعہ اور عیدین اور اذان اس جگہ جاری تھا مگر وہاں کے لوگوں کو حکم زکوٰۃ سے انکار تھا۔ اور ایسا ہی سماحہ اور اس کے اطراف اور جوانب کے بارے میں یہ حکم تھا کہ دار الحرب ہے حالانکہ ان شہروں میں مسلمان بھی تھے۔

علیٰ ھٰذا القیاس خلفائے کرام کے زمانہ میں بھی یہی طریقہ جاری رہا۔ بلکہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے زمانہ میں یہ حکم فرمایا تھا کہ فدک اور خیبر دار الحرب ہے۔ حالانکہ ان مقامات میں اہل اسلام کے تجار بلکہ وہاں کے بعض باشندے بھی وادی قریٰ میں مسلمان تھے اور فدک اور خیبر مدینہ منورہ سے نہایت متصل تھا

باقی یہ مسئلہ کہ کفار حرب کے بارے میں کیا حکم ہے آیا وہ آزاد ہیں یا غلام ہیں تو اس مسئلہ میں بھی روایتیں نہایت مختلف ہیں۔ اکثر فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ کفار حربی کے غلام ہونے کی صورت یہ ہے کہ وہ مغلوب ہوجائیں۔ اور زیر نگرانی دار الاسلام ہوجائیں۔ تو وہ مسلمانوں کی ملک میں داخل ہوجاتے ہیں یعنی غلام ہوجاتے ہیں۔ اور بعض فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کفار حربی اپنی خوشی سے یا مجبور ہوکر اپنی اولاد اور اقارب کو فروخت کردیں اور اس معاملہ کا ان لوگوں میں رواج بھی ہو تو ان کی اولاد اور اقارب غلام ہوجائیں گے اور حدیث شریف سے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اکثر غلاموں اور لونڈیوں کی خرید و فروخت اسی طور پر ہوئی۔

مثلاً زید بن حارث اور سلمان فارسی رضہ وغیرہ بعض کی بیع اسی طور پر ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ملکیت تسلیم فرمائی تھی اور جامع الرموز میں لکھا ہے۔

ویتملّکُ بھما بالاستیلاء والاحراز غیرھُم للاستیلاء علیٰ مباح فلو اھدیٰ مَلِکٌ من اھل الحرب الیٰ مسلم ھدیۃً من احرارھم ملکہٗ الا اذا کان ذا قرابۃ لہٗ ولو دخل دارھم مسلم بامان ثمّ اشتریٰ من احدھم ابنہ ثم اخرجہٗ الیٰ دارنا قھراً ملکہٗ واکثر المشائخ علیٰ انہ لایملکہٗ فی دارھم وھو الصّحیح وعن محمّد انہ یملکہ حتّی یُجبَرَ علیٰ اخراجہ وعن ابی یوسف لایجبرو قال الکرخی رح ان کانوا یرون جواز البیع فالبیع جائز والا فلا کما فی المحیط وفیہ اشعار بان الکفار فی دارھم احرار ولیس کذالک فانھم ارقاء فیھا وان لم یکن ملک لاحد علیھم علیٰ مافی عتاق المستصفی وغیرہ

یعنی کفار کے آزاد جب مغلوب ہو جاویں یا زیر حراست ہو جائیں تو وہ مملوک یعنی غلام ہو جاتے ہیں، کیونکہ یہ مباح چیز پر قبضہ کر لینا ہے تو اگر دار الحرب کے کسی بادشاہ نے کسی مسلمان کے پاس بطور تحفہ کے بھیجا اپنے آزادوں میں سے کسی آزاد کو تو وہ مسلمان اس کافر کا مالک ہو جائے گا۔ مگر جب اس مسلمان اور اس کافر میں کوئی قرابت ہو تو وہ مسلمان اس کافر کا مالک نہ ہوگا۔ اگر دار الحرب میں کوئی مسلمان داخل ہوا کفار سے پناہ لے کر پھر اس مسلمان نے وہاں کسی کافر سے اس کا لڑکا خرید لیا۔ پھر اس لڑکے کو دار الاسلام تجبیز الے آیا۔ تو وہ مسلمان اس لڑکے کا مالک ہو جائے گا اور اکثر مشائخ کے نزدیک یہ ہے کہ دار الحرب میں اس لڑکے کا وہ مسلمان مالک نہ ہو سکے گا۔ اور یہی صحیح ہے اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ وہ مالک ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان مجبور کیا جائے گا کہ اس لڑکے کو دار الاسلام میں لے آئے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ ہے کہ اس امر پر مجبور نہ کیا جائے گا اور امام کرخی رح کا یہ قول ہے کہ اگر وہاں کے کفار کے نزدیک ایسی خرید و فروخت جائز ہو تو وہ بیع جائز ہو جائیگی ورنہ وہ بیع جائز نہ ہوگی۔ ایسا ہی محیط میں ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کفار دار الحرب میں آزاد ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں وہ لوگ دار الحرب میں غلام ہیں۔ اگرچہ وہ کسی کی ملک میں نہیں یہ مسئلہ مستصفیٰ وغیرہ کے آزاد کے بیان احکام میں مذکور ہے۔

مسائل نماز

سوال : اِنَّ الْمُؤمِنَ لَا یَنْجَسُ کی تشریح فرمایئے ؛

جواب : قول مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ؛

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجَسُ یعنی مومن نجس نہیں ہوتا ؛

یہ کلام مبارک جواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے وارد ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنب تھے اور اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے پرہیز کیا تو پھر غسل کیا اور مسجد مبارک میں آئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چلے جانے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں جنب تھا تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں اس حالت میں آپ کے حضور میں بیٹھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :-

اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجَسُ ترجمہ : تحقیق کہ مومن نجس نہیں ہوتا ہے۔

تو مراد اس سے یہ ہے کہ مومن نجس نہیں ہو جاتا ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے اس کے ساتھ اختلاط اور کلام کرنا اور صحبت رکھنا منع ہو جائے مقصود اس سے یہ ہے کہ مومن کا اعتقاد درست ہوتا ہے اور اس کے اعمال اچھے ہوتے ہیں اور اس کے اخلاق عمدہ ہوتے ہیں تو مومن اگرچہ جنب بھی ہو مگر ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کہ اس کی صحبت سے

www.ahlehaq.org